

عَلَى خَيْرِ النَّاسِ

درس حدیث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب کے مجلس ذکر کے بعد درس حدیث کا سلسلہ وار بیان ”خانقاہ حامدیہ چشتیہ“ رانیونڈ روڈ لاہور کے زیر انتظام ماہنامہ ”انوار مدینہ“ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

”صحت“ اور ”فراغت“ اللہ کی نعمتیں ہیں۔ خوش طبعی فطری حق ہے
”عبادت“ بھی اپنی مرضی سے نہیں سنت کی روشنی میں کی جائے گی

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سید محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 67 سائیڈ A 05 - 04 - 1987)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَالِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ آمَّا بَعْدُ !

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر انسان ان کے بارے میں نقصان میں رہ جاتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کرنا چاہیے اور جو نعمتیں اُس نے دی ہیں اُن کا حق بھی ادا کرنا چاہیے تو شکر تو زبان سے دل سے اور حق ادا کرنا جو ہے وہ اطاعت کر کے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے جو کام اُس نے بتلائے ہیں وہ کیے جائیں اور جن سے منع کیا ہے رُکا جائے۔ انسان کی زندگی میں دو چیزیں خاص طور پر بڑی عجیب آتی ہیں کہ جن میں انسان کھو جاتا ہے مست ہو جاتا ہے۔

پہلی نعمت ”صحت“ :

ایک اُن میں سے ”صحت“ ہے، یہ جس کو حاصل ہو وہ چاہے رات بھر جاگ لے دن بھر کام کر لے کوئی اثر نہیں پڑتا اُسے، چاہے وہ وطن میں رہے یا سفر میں رہے کوئی اثر نہیں پڑتا اُس کو، کھانے کے لیے مناسب ملے غذا نامناسب ملے سب برداشت ہو جاتی ہے وہ جانتا ہی نہیں کہ خفیف غذا کیا ہے ثقیل کیا ہے

اُسے دَر دَر بھی نہیں ہوا اور ایسے لوگ ہیں کہ جو یہ کہتے ہیں کہ دَر دَر کیا چیز ہوتی ہے کیسے ہوتا ہے کبھی چکر ہی نہیں آئے انہیں پتہ ہی نہیں کہ چکر کیسے آتے ہیں تو حق تعالیٰ کی یہ نعمتیں ہیں جو اُس نے بخش رکھی ہیں اُس کو صحت دے دی اتنی کہ وہ دورانِ راس نہیں جانتا کہ کیا ہوتا ہے اُسے صحت دے دی اتنی کہ جو مَا تَسَّرُ وہ کھالے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

اس میں ایک کیفیت ہوتی ہے انسان پر مستی کی غفلت کی وہ خدا کی طرف نہیں آتا وہ کہتا ہے سب کچھ بس خود بخود ہے یا میں ہی ہوں ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف توجہ سے غفلت ہوتی ہے تو حق اس (صحت) کا کیا ہے؟ حق یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگائی جائے اُس کی اطاعت میں یہ طاقت صرف کی جائے اور صحابہ کرامؓ میں یہ ذوق عام تھا۔

تلاوتِ روزے اپنی مرضی سے نہیں سنت کے مطابق رکھنے ہوتے ہیں :

حضرت عبد اللہ ابن عمر و ابن العاصؓ شادی ہونے کے بعد بھی رات کو نہیں سوتے تھے پڑھتے رہتے تھے قرآن پاک جتنا نازل ہوا تھا وہ انہیں یاد تھا سارا ہی پڑھ لیتے تھے اور دن میں روزے سے رہتے تھے اور ضعف یا کمزوری روزے سے بالکل نہیں محسوس کرتے تھے نہ رات کے جاگنے سے کوئی فرق محسوس کرتے تھے حتیٰ کہ اُن کے والد ماجد حضرت عمر و ابن العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے حالتِ بتلائی کہ اس کی شادی ہوگئی ہے اور یہ اس طرح سے رہتا ہے بیوی کے حقوق نہیں ادا کرتا اُس میں غفلت ہے، اُس سے اخلاق سے بات کرنی یا وقت دینا اُس کو باتوں کے لیے وغیرہ وغیرہ وہ کچھ نہیں کرتا تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کو تمام چیزوں سے روکا ہے اور قرآن پاک کو فرمایا کہ جو یاد ہے اُسے تیس حصوں میں بانٹ لو مہینہ بھر میں، انہوں نے اصرار کیا اتنا اصرار کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آخر کار یہ اجازت دے دی کہ چلو تین دن میں پڑھ لیا کرو، روزے منع فرما دیے یہ فرمایا کہ بس تَصَوْمٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثًا اور اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرو اور نیکی جو ہے دس گنی ہوتی ہے فَذَلِكَ شَهْرٌ كُفُّهُ سارے مہینے کا تمہیں ثواب مل جائے گا۔

انہوں نے اصرار کیا اتنا اصرار کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا کہ اچھا تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن نہ رکھا کرو تو انہوں نے کہا اِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ میں اس سے زیادہ افضل کام کر سکتا

ہوں تو ارشاد فرمایا کہ نہیں لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ اِس سے اَفْضَلَ کوئی نہیں ہے تَصُومُ يَوْمًا وَتَفْطِرُ يَوْمًا وَذَلِكَ صِيَامُ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے تھے وہ اسی طرح رکھا کرتے تھے اور كَانَ لَا يَفِرُّ اِذَا لَا فَى لَ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ . جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تھا تو جیتے بھی تھے مطلب یہ کہ یہ تمہاری صحت جسمانی کے لیے بھی ضروری ہے مقابلہ جسمانی طور پر بھی طاقت ہو تو کرو گے بالکل جان نہ رہے تو پھر کیسے کرو گے؟

تو آقائے نامدار ﷺ نے اُن کو روکا ہے حالانکہ وہ اپنے شباب، جوانی کو کام میں لا رہے تھے اطاعت میں مگر اُس میں غلو تھا بہت زیادہ آگے بڑھ گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں منع فرما دیا کہ یہ نہیں، یہ فرمایا رات کو اگر جاگتے رہو گے تو نَفِهَتْ نَفْسُكَ وَغَارَتْ عَيْنُكَ آکھیں بھی دھنس جائیں گی جان کمزور ہو جائی گی جسم کمزور ہو جائے گا وغیرہ ہدایات۔ تو انسان جوانی کو چاہے اطاعت کے کام میں لے آئے اور چاہے غفلت کے کام میں لے آئے۔

لفظ ”جوانی“ کے بجائے ”صحت“ فرمانے کی حکمت :

اور ”شباب“ کا ذکر نہیں فرمایا (اس) حدیث میں کیونکہ بہت سے ایسے ہیں جو جوان ہوتے ہیں مگر بیمار ہوتے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو بڑی عمر کے ہو جاتے ہیں صحت ہوتی ہے تو صحت کا ذکر ہے اس میں کہ صحت جب تک میسر ہے اور بہت سے ایسے ملیں گے لوگ کہ جو جوانی بھر بیمار رہے اور آخر میں ٹھیک ہو گئے اُن کی وہ بیماری جاتی رہی۔

تو ”صحت“ کا ارشاد فرمایا یہ ایسی چیز ہے کہ یہ بچپن میں بھی ہو سکتی ہے جوانی میں بھی ہو سکتی ہے اور اُس سے آگے کے حصوں میں بھی سب میں ہو سکتی ہے تو یہ جس کو میسر ہے اُس کو وہ کس چیز میں صرف کرے تو اُسے چاہیے کہ وہ خداوند قدوس کی اطاعت میں رہے تو پھر نقصان نہیں ورنہ اِس دھوکے میں بہت سے لوگ نقصان میں رہ جاتے ہیں وہ موقع گزر جاتا ہے اور بڑھاپے میں ہمت نہیں ہوتی۔ جوانی تو غفلت میں گزر جاتی ہے طاقت صحت غفلت میں گزر گئی اور بعد میں جب بڑھاپا آیا ضعف آیا اُس وقت خدا کی یاد کی طرف لگتا ہے ذکر الہی کی طرف لگتا ہے چاہتا ہے کہ کر لے کچھ زیادہ کام اُس وقت اُس میں جان نہیں رہتی تو وہ خسارے میں

رہا نقصان میں رہا اگرچہ اس نقصان کی تلافی بھی ہو جاتی ہے حدیث شریف میں بتائی گئی ہے کہ آدمی جب پچھتا تا ہے یا استغفار کرتا ہے تو وہ اُس کے لیے کفارہ ہو جاتی ہے لیکن یہ جب ہے کہ جب ہوش آجائے اُسے۔ مگر ہوتا تو یہ ہے جس حالت میں اُس نے جوانی کا یہ دور گزارا اُس حالت کے بعد پھر سنبھلنے کا دور کم آتا ہے اور اُس کی بہت سی شکلیں نظر آجائیں گی آپ کو کہ ایک آدمی وہ ہے جو وقت نکال لیتا ہے خدا کے لیے وہ تو ٹھیک ہے عادت ہو گئی اُس کو اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو وقت نہیں نکالتے بعض بچوں میں، اس میں، اُس میں لگے رہتے ہیں زیادہ دل اُدھر رہتا ہے تو ایسے لوگوں کو جب اُن کے بچوں کے بچے ہو جاتے ہیں تو پھر اُن کی فکر لگی رہتی ہے اُن کی وجہ سے بے سکون رہتے ہیں اولاد کی اولاد اور اولاد دَر اولاد اُس تک کا فکر اُنہیں سوار رہتا ہے اور ذہن میں وہی چیز چھائی رہتی ہے کیونکہ اُنہوں نے اپنا رُخ بدلا نہیں، جو تھا اُن کا رُخ اُسی پر چلتے رہے اور اُس تعلق کو بڑھاتے چلے گئے اور بڑھاپے میں وہ تعلق تنگ کرتا ہے کیونکہ آدمی میں جان نہیں رہتی برداشت کی، صدمات کی، جھکوں کی تو ذرا سی بھی تکلیف کسی کو ہوتی ہے تو وہ بے چین ہو جاتا ہے اور اُسی طرف ذہن لگا رہتا ہے۔

تو انسان صحت کے دوران اگر طبیعت اپنی ٹھیک کر لے رُخ ٹھیک بٹھالے تو وہ بہت بہتر ہے (کیونکہ وہ بیچ گیا اور) اُس نے نقصان نہیں اٹھایا ورنہ تو مَغْبُونٌ فِيْهِ اُس میں اُس نے نقصان اٹھایا بہت زیادہ اور خدا نخواستہ اگر تو بہ اور رُجوع الی اللہ کی توفیق نہ ہی ہو تو پھر تو گویا بہت ہی بڑا نقصان ہے کہ جو موقع تلافی کا تھا معاذ اللہ وہ بھی ہاتھ سے جاتا رہے اور تلافی نہ کر سکا۔

دوسری نعمت ”فراغت“ :

دوسری چیز ہے ”فراغت“ اور یہ فراغت ایسی چیز ہے کہ انسان تھوڑا سا کام کرتا ہے پیسے آجاتے ہیں ضرورت کے مطابق یا جتنا جی چاہتا ہے اُتنے آجاتے ہیں کام تھوڑا ہے وقت باقی ہے تو وہ وقت گزارتا ہے ادھر ادھر کے کاموں میں اہم کاموں کو چھوڑ کر وقت ادھر ادھر گزارتا ہے فراغت ہے نکل گیا دوستوں کے ساتھ ہوٹلوں میں رہا، غفلت کی جگہوں میں رہا، فلم دیکھتا رہا اس طرح کی چیزوں میں وہ وقت گزار رہا ہے جو بچتا ہے اُس کو، یہ غلط ہے آقائے نامدار ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ جو فراغت اسے میسر ہے، اس کو اس طرح ضائع نہ کرنا چاہیے اسے آخرت کے کام میں لائے۔

دلچسپی بھی آخرت بھی :

آخرت کے کام میں لانا فراغت کے اوقات کو دلچسپی کے کاموں میں گزار کے بھی ممکن ہے کوئی اگر ورزش کرتا ہے ٹھیک ہے فراغت کے وقت کو کام میں لا رہا ہے وہ ورزش دَوڑ کے ہو بھاگ کے ہو تیر اندازی سے ہو نشانہ بازی سے ہو یا کسی بھی طرح سے ہو وہ اپنے آپ کو تیار کرتا ہے جسمانی قوت ٹھیک رکھنے کے لیے کوشش کرتا ہے مقصد اُس کا یہ ہے کہ خدا کی راہ میں میری قوت کام آتی رہے تو اُس نے کوئی وقت ضائع نہیں جانے دیا وہ ٹھیک کام کر رہا ہے تو ایسی بھی چیزیں ہیں کہ جن میں انسان تفریح بھی کر سکتا ہے تو اُس قدر کی اجازت ہے، عمر کے مناسب بھی اجازت ہے کسی کی عمر چھوٹی ہے تو اُس کے لیے کھیل کود تک کی بالکل اجازت ہے۔

شوق و تفریح کا خیال فرمانا :

آقائے نامدار علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی ہے جو اُن کے کھیل ہو سکتے تھے اُنکی عمر کے مناسب۔ اور صحابہ کرامؓ وہاں مشق کر رہے تھے ”گنکا“ کھیل کے یا کوئی اور اس طرح کا کھیل کھیل کے بِاللَدَّرِ وَالْحَوَابِ تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا میں نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ بات تو یاد نہیں رہی باقی یہ پوچھا کہ چاہتی ہو دیکھنا تَشْتَهِينَا اَنْ تَنْظُرِي تو میں نے عرض کیا کہ جی اور پھر وہ دیکھتی رہیں ذرا سی آڑ کر لی خَدِي عَلِيَّ خَدِهٖ ۱۔ پیچھے وہ رہیں آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہے تو محاذات ہو گئی ”خَد“ کی اور وہ دیکھتی رہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے پوچھتے رہے جی نہیں بھرا؟ جی نہیں بھرا؟ جب انہوں نے کہا کہ ہاں ۲۔ میرا جی بھر گیا بس، تو پھر آپ نے روک دیا اس کی بھی اجازت ہے یہ نہیں ہے کہ بالکل آپ ایک طرف ہو کر بیٹھ جائیں تارک الدنیا ہو جائیں اسی لیے تو کہتے ہیں کہ اتباع سنت اصل چیز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے وہ ہر علاقے میں ہر عمر میں ہر جگہ چل سکتا ہے عین فطرت کے مناسب ہے۔

اب یہ جو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دکھایا ہے اور یہ کیا ہے تو یہ ایک سنت بتادی آپ نے اور یہ دکھانا آپ کا یہ عبادت ہے کیونکہ فرض ہے وہ بھی، انسان کی فرحت اور خوش کرنا یہ بھی فرض ہے ضرورت پوری کرنی فطرت کے مناسب وہ بھی فرض ہے۔ تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیزیں کیں۔

۱۔ میرا خسار آپ کے خسار مبارک سے لگا ہوا تھا۔ ۲۔ بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۹۰۷

حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑ لگانا :

اور مسند احمد میں ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں وہ واقعے ہیں اُن کے کہ کسی جگہ تشریف لے گئے باہر تھے الگ جگہ تھی سفر میں وہاں دوڑ لگائی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں، بے پردگی تو نہیں تھی پردے ہی کے ساتھ۔ آپ وہاں خود جا کر دیکھیں وہ سارا جنگل ہی جنگل ہے کوئی پہاڑی علاقہ آجائے الگ ہو جائیں تو فاصلہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ آگے نکل گئیں پھر کسی اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے دوڑ لگائی پھر آپ آگے نکل گئے تو آپ نے فرمایا کہ تِلْكَ يَتْلُكَ يَهْ جُو هِي هِي اَسْ كَا بَدَلَهْ هُوْ كِيَا تُو يَهْ خُوْشْ طَبْعِيْ هُوْئِيْ۔ اور بچوں سے خوش طبعی فرماتے تھے يَا اَبَا عَمِيْرٍ مَا فَعَلَ الْغُفَيْرُ ۱۔ وَهُ نَغْرِيْ نِيْ تَهْمَا رِيْ كِيَا كِيَا اُسْ كَا اِيْكَ جَانُوْر تَهْمَا پَال رَكْهَاتْهَا اُنْهَوْنِ نِيْ وَهْ مَرْ كِيَا تَهْمَا تُو اُسْ كُوْ اَبْ دَرِيَا فْتْ فَرْمَاتِيْ هِيْنِ كِهْ وَهْ كِيَا كِيَا۔ خوش طبعی فطری حق ہے :

تو بدن میں جو چیزیں اللہ نے رکھی ہیں اُن میں سے اگر بعض کو بالکل بند کر دو تو صحت پر اثر پڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ہنسنا انسان کے لیے رکھا ہے خوش طبعی انسان کے لیے رکھی ہے اگر انسان اُس کو بالکل دبا دے گا تو صحت پر اثر پڑے گا اب اُس کی جائز حد وہ کیا ہیں وہ پتہ چلانا ہے تو سنت دیکھ لیں رسول اللہ ﷺ کی۔ ایک عورت آگئی بوڑھی تو آپ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا بوڑھے جنت میں نہیں جائیں گے تو وہ رونے لگی پریشان ہوئی تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اُس کی تفسیر کی کہ جو جائے گا وہاں وہ جوان ہو کر جائے گا بڑھاپے کی حالت میں نہیں جائے گا ۲۔ اب یہ خوش طبعی تھی اس طرح کی خوش طبعیاں یہ جائز ہیں اور یہ ضروریاتِ انسانی میں سے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا فرمایا تو اس کے ساتھ اس کی ضروریات لگا دیں اُن کی بالکل نفی کر دیں یہ نہیں ہو سکتا اور جس نے نفی کرنی چاہی منع کر دیا تَبْتَلُ سِۡ مَنۡحَ هِيْ اِخْتِصَاۡءِۡ مَنۡ مَنۡعَ هِيْ كُوْنِيْ نِيْ نِيْ كَر سَلَمَتَا، یہ چیزیں ایسی تھیں جو اللہ نے بنائی ہیں اور انسان میں ہیں اور انسان کو اس کی بقاء کا اُس کی نگرانی کا اُس کے تحفظ کا وقت دیا گیا ہدایت بھی دی گئی۔

۱۔ بخاری شریف کتاب الادب رقم الحدیث ۶۲۰۳ ۲۔ مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۶ ۳۔ حقوق کی ادائیگی سے جان چھڑا کر گوشہ نشینی یا صرف من پسند کاموں میں لگے رہنا ۴۔ شادی کے لیے اپنے کو ناکارہ کر لینا (IMPOTENT)۔

تو فراغت ایسی چیز ہے کہ اس میں انسان لہب و لعب میں مصروف ہو جاتا ہے کہتا ہے شطرنج کھیل لیں تاش کھیل لیں اسی طرح سے پھر اور تفریحی جگہوں پر چلا جاتا ہے وہاں سے پھر اور آگے نکل جاتا ہے پھر اور خرابیوں میں چلا جاتا ہے نشہ بازی میں چلا جاتا ہے شراب پینے لگتا ہے معائب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

تو ایسی چیزیں ہیں یہ دونوں ہی کہ جسے میسر ہوں اُسے آقائے نامدار ﷺ فرماتے ہیں کہ اُس کو ان کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ یہ ضائع نہ جائیں اور ان کو غفلت میں نہ گزاریں نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ الْكٰثِرَةِ وَالْفِرَاقُ ۗ صحت اور فراخی یہ دو نعمتیں ایسی ہیں اللہ کے انعامات میں سے ہیں یہ غفلت میں نہ گزارنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عملِ صالح کی توفیق دے، اتباعِ سنت کی توفیق دے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محشور فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعا.....

